https://doi.org/10.58352/tis.v50i1.971

The Islamic Culture
Bi-Annual Research & Refereed Journal
Published by
Sheikh Zayed Islamic Centre,
University of Karachi
الثقافة الإسلامية
SZIC
ISSN (Print) : 1813-775X
ISSN (Online) : 2663-1709

انسانی اور اسلامی، ثقافت اور تہذیب کا تحلیلی اور تقابلی جائزہ

AN ANALYTICAL AND COMPARATIVE REVIEW OF HUMAN AND ISLAMIC CULTURE AND CIVILIZATION

Dr. Muhammad Usman
Lecturer, Department of Social Sciences, BUITEMS, Quetta, Balochistan.
Email: khaniiui88@gmail.com

Dr. Faizan Akhtar
University Sultan Zainab Abidin, Terengganu, Malaysia
Email: akhtarfaizan71@gmail.com

Abstract:

The physical structure of an ordinary human in the world is almost the same. Similarly, the forces that are present in an ordinary human in terms of psychological forces are also found in other human beings. Therefore, every human being has forces like happiness, sadness, love, hatred, softness, hardness and the need to eat and drink and the inclination towards sexual desires. When an ordinary human seems to be the same in terms of physical structure and psychological attributes, then why do different cultures and civilizations exist in the world? What factors are at work behind these different cultures and civilizations? Are culture and civilization synonymous or contradictory, are human and Islamic culture one or different, what are their effects on human life? The above article presents an analytical and comparative review of human and Islamic culture and civilization.

Keywords: culture and civilization, human factors, developmental elements, Islamic civilization

ثقافت اور تہذیب کے لغوی معنی:

ثقافت اور تہذیب دونوں عربی زبان کے الفاظ ہیں۔ لغوی اعتبار سے لفظِ ثقافت عقلمندی، خردمندی اور ذہانت کے لیے استعمال کیا گیا ہے[1]، جب کہ لفظِ تہذیب شائستگی، ترتیب، تربیت، ادب، کانٹ چھانٹ، اصلاح اور خراب اجزاء کو نکالنے وغیرہ استعمال کیا گیا ہے۔[2]

انگریزی میں ثقافت کو کلچر اور تہذیب کو سیویلائزیشن کہا جاتا ہے۔

ثقافت اور تہذیب کی اصطلاحی تعریف:

اصطلاحی اعتبار سے انسانی معاشرے کے ایک مخصوص خطے کی ہر ابتدائی اور بنیادی ذہنی اور خارجی حالت کو ثقافت کہا جاتا ہے جب کہ ہر ثانوی یا انتہائی حالت، جس میں ابتدائی حالت کی کانٹ چھانٹ کر کے بنائی جاتی ہے اس کو تہذیب کہا جاتا ہے۔ ثقافت اور تہذیب میں مسلسل تبدیلی اور ترقی ہوتی رہتی ہے۔ جب کوئی ثقافت ختم ہو جاتی ہے وہیں اس کی آخری حالت ہی ہوتی ہے، جس سے تہذیب کا نام دیا جاتا ہے۔ مثلاً؛ موہن جو دڑو تہذیب یا گندھارا تہذیب یا قدیم عرب تہذیب وغیرہ۔

اس ضمن میں چند مغربی سکالرز کی اسی حوالے سے ذکر کردہ تفصیل بھی پیش خدمت ہے:

1. Culture is a complex whole which include knowledge, belief, art, morals, law, custom and any other capabilities and habits acquired by man as a member of society. E.B.Tylor.(British Anthropologist)

2. Culture is the collective programming of the mind which distinguishes the member of one group or category of people from another. (Hofstede)

3.Culture is the set of attitudes, values, beliefs and behaviors shared by a group of people but different for each individual, communication from one generation to the next. Matsumoto.[3]

ان کے تراجم:

کلچر ایک مجموعی شکل ہے، جس میں علم، عقائد، فنون، اخلاق، قوانین، رسومات، جو کسی معاشرے کے ارکان میں پائے جاتے ہیں۔ (ای بی ٹیلر)

کلچر ایک ذہنی حالت ہے جو ایک گروپ کے لوگوں کو دوسرے گروپ کے لوگوں سے ممتاز کرتا ہے۔(ہوپسٹیڈ)

کلچر مختلف اقدار، رویئے، عقائد، جو ایک نسل سے دوسری نسل تک منتقل کیا جاتا ہے۔(میت سوموٹو)

ان حضرات نے ثقافت اور تہذیب کو ایک دوسرے سے الگ ذکر نہیں کیا ہے، بلکہ ان کو مترادف سمجھ کر مجموعی طور پر ایک ساتھ وضاحت پیش کی ہے۔ جبکہ کاتب کا خیال ہے کہ ثقافت اور تہذیب کے درمیان ایک باریک سا فرق پایا جاتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ ابتدائی حالت کسی بھی سوسائیٹی کا ثقافت سے شروع ہوتی ہے، وہ چاہیے اندرونی ہو یا خارجی ہو، جبکہ ثانوی حالت یا کیفیت، چاہیے باطنی ہو یا خارجی ہو، اس کو تہذیب کا نام دیا جاتا ہے۔ ایک حالت سے دوسرے حالت کی طرف میلان کرنے سے تہذیب شروع ہو جاتی ہے، چاہیے وہ میلان فکری ہو یا عملی ہو، پھر مسلسل اس میں تبدیلیاں آتی رہتی ہے، مثلا: ایک انسان میں لباس کے اعتبار سے ابتدائی طور پر یہ خیال پیدا ہوا کہ لباس کے بغیر دنیا میں آیا ہوں اس لیے لباس کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ اس فکر کو عمل شکل دینے کے لیے وہ برہنہ طور پر زندگی گزارنے لگا۔ کچھ عرصہ بعد اس نے باقی لوگوں کو دیکھا یا، اس کی سوچ میں تبدیلی کا میلان پیدا ہوا کہ لباس والی زندگی اچھی ہے۔ پھر لباس میں بہتر سے بہتر کرتے چلے گئے۔ اس طرح اس کی ابتدائی حالت محقق کے خیال میں ثقافت ہے، جبکہ ثانوی حالت اس کی تہذیب ہے۔ اس اعتبار سے سب سے اخری حالت، جو مزید تبدیلی کا متحمل نہیں ہوتی ہے، اس کو اسی قوم کی تہذیب کہی جاتی ہے۔ اس آخری حالت کو ثقافت نہیں کہی جاتی۔

لغوی اور اصطلاحی معنی کے بعد موضوع کا مختصر تعارف:

قدرتی اور فطری اعتبار سے انسان ایک جیسا ہی ہوتا ہے جہاں بھی ہو جس ملک کا بھی ہو وہ جسمانی ساخت اور نفسیاتی صفات کے لحاظ سے ایک دوسرے سے مختلف نہیں ہوا کرتا۔ اس اجمال کی تھوڑی سی تفصیل یہ ہے کہ جسمانی اعضاء کے اعتبار سے ہر جگہ کا انسان دو کان، دو آنکھیں، دو ہاتھ، دو پیر، ایک زبان اور ایک ریڑھ کی ہڈی وغیرہ اعضاء پر مشتمل دکھائی دیتا ہے۔ الا یہ کہ کوئی معذور ہو یا لنگڑا ہو یا پھر کوئی مقطوع الاعضاء (جس کے ہاتھ یا پیر وغیرہ کٹ گئے ہو) اس کو ایک معذور انسان شمار کیا جاتا ہے جو کہ یہ شاذ و نادر ہوتا ہے۔

ہاں رنگ اور قد و قامت مین فرق ہو سکتا ہے کوئی چھوٹا کوئی لمبا کوئی کالا کوئی گورا ضرور ہو سکتا ہے اور شکلیں بھی ایک دوسرے سے مختلف ہو سکتی ہیں لیکن یہ چھوٹا پن یا لمبائی یا کالا پن یا گورا پن یا گندم گونی اس فطری اور کائناتی کے لیے مضر نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح نفسیاتی طور پر ایک انسان جتنی صفات سے متصف ہوتا ہے اتنی ہی صفات سے دوسرا انسان بھی متصف ہوتا ہوا نظر آتا ہے چاہے کسی بھی ملک اور علاقے کا ہی کیو نہ ہو۔ دنیا کے ہر انسان میں

فطری طور پر خوشی، غم، محبت، نفرت، نرمی، سختی، غصہ وغضب، کھانے پینے کی ضرورت اور جنسی خواہشات کی طرف رغبت جیسی صفات پائی جاتی ہیں ۔البتہ خوشی اور غم اسی طرح باقی اوصاف کے اظہار کے طریقے ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں۔

کسی ملک میں ایک کام پر خوشی منائی جاتی ہے جبکہ اسی کام پر دوسری جگہ سوگ منایا جاتا ہے۔ایک معاشرے میں مثلاً کتے کے ساتھ محبت کی جاتی ہے اور اس کو بہت زیادہ پسند بھی کیا جاتا ہے جبکہ دوسری جگہ کتے کے ساتھ محبت نہیں کی جاتی ہے اور محبت کرنا برا اور معیوب سمجھا جاتا ہے۔اسی طرح ایک معاشرے میں کوئی ایک فعل غیض وغضب کا ذریعہ ہوتا ہے جبکہ دوسرے معاشرے اس کام کو پسند کیا جاتا ہے۔ کھانے پینے کی ضرورت ہر ایک کو ہوتی ہے لیکن اس ضرورت کو پورا کرنے میں لوگ مختلف ہو جاتے ہیں اسی طرح جنسی خواہشات کی ضرورت بنی نوع انسان کو ہوتی ہے لیکن اس کو پورا کرنے کے لیے مختلف قسم کے طریقے اپنائے جاتے ہیں جو کہ ایک معاشرے کے پسند کے مطابق ہوتے جبکہ دوسرے معاشرے میں اس کو بری نگاہ سے دکھا جاتا ہے۔اس کا مطلب یہ ہوا کہ جسمانی اعضاء ہو یا پھر نفسیاتی اوصاف ہو انسان من حیث الانسان کے ایک ہی جیسے ہوتے ہیں البتہ ان اوصاف کا استعمال پہلے تو ہر انسان مختلف طریقے سے کرتا ہے اور پھر ایک مجتمع دوسرے مجتمع سے الگ ہو کر کسی اور طریقے سے اس کا استعمال کرتے ہیں۔اس طرح آہستہ آہستہ خیالی اور مظاہراتی اختلافات وجود پذیر ہوتے ہیں۔

اس کو ایک مثال سے اور بھی واضح کیا جا سکتا ہے وہ کمپیوٹر کے ہارڈ ویئر اور سافٹ ویئر کہ چونکہ کمپیوٹر کے ہارڈ ڈسک، سی پی یو، سکرین اور ماوس وغیرہ دنیا کے ہر کمپیوٹر میں پائے جاتے ہیں اس کی مثال انسانی جسم کی طرح ہے اور کمپیوٹر کے سافٹ ویئرز جو بنیادی ہیں ونڈو، اور دیگر اپلیکیشن وہ بھی ہر کمپیوٹر میں ایک جیسے ہوتے ہیں۔ لیکن ان پروگراموں کا استعمال مختلف طریقوں سے ہوتا ہے اور وہ استعمال کرنے والے پر انحصار کرتا ہے۔اب وہ عوامل (Factors) جو ان ودیعت کردہ صفات کے استعمال کے لیے مواضع متعین کرتے ہیں اور جن کی وجہ سے مفروضات، خیالات اور اقدار الگ ہو جاتے ہیں وہ کیا کیا ہو سکتے ہیں؟

انسانی ثقافت کے عوامل:

ا۔مذہب:

قرآنی ہدایات کے مطابق دنیا میں کوئی بھی قوم کسی نبی کے بغیر نہیں رہی ہے بلکہ ہر قوم اور معاشرے میں اللہ نے اپنا ایک پیغمبر بھیجا ہوا ہے۔ہر نبی نے اپنی قوم کو مذہبی ہدایات سے باخبر کیا ہے۔انسانی تاریخ کی روشنی میں تو سب سے اول انسان (حضرت آدمؑ) کی صورت میں نبی ہی کی حیثیت سے دنیا میں

تشریف لائے ہے اس لحاظ سے اگر دیکھا جائے تو معاشرتی زندگی اور اس کے خیالات بھی مذہبی ہی قرار دیا جاتا ہے۔ بہر حال اب بھی اکثر معاشروں میں اچھائی اور برائی آپنی مذہبی کتابوں کی طرف منسوب کی جاتی ہے۔ اور مذہبی کتابوں پر اپنے خیالات اور مفروضات کی بنیاد رکھی جاتی ہے۔ مذہبی کتابوں کی مختلف تشریحات کر کے ان کے عملی مظاہر پیش کئے جاتے ہیں۔ اس لیے تہذیب اور ثقافت کی تشکیل میں مذہب ایک کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔

۲۔ معاشرہ:

چونکہ تہذیب یا ثقافت کسی ایک رویئے یا کسی ایک مظہر کا نام نہیں ہے بلکہ یہ انفرادی زندگی کے خیالات سے لیکر اجتماعی زندگی کے مظاہر تک پھیلا ہوا ہے۔ اسی طرح چند لوگ یا کسی گروپ کے اجتماعی خیالات سے لیکر پھر تمام اجتماعی مظاہر تک شامل ہے۔ لہذا اس بنانے یا پھر تبدیل کرنے میں انفرادی جدجہد سے لیکر اجتماعی جدجہد کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس طرح اس کے بنانے کے عمل میں بھی کئی عوامل حصہ دار ہوتے ہیں۔ ان عوامل میں سے پہلا عامل معاشرہ ہے جو تہذیب اور ثقافت کو وجود اور فروغ دینے میں ایک اہم کردار ادا کرتا ہے۔ انسان کے فکری اور عملی زندگی کی تشکیل میں معاشرتی رسومات اور معاشرتی قوانین ایک قابل قدر حصہ رکھتا ہے۔ ان قوانین کی وجہ فرد کئی چیزوں کے کرنے اور نہ کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ کبھی کبھار فرد کے لیے ان مروجہ رسوم سے نکلنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اس طرح افراد معاشرے سے متاثر ہو کر تمام معاشرتی سرگرمیوں میں حصہ دار بن جاتے ہیں۔ آہستہ آہستہ وہی معاشرتی امور ان کے خیالات اور اخلاقی اقدار بن جاتے ہیں اور انہیں خیالات کو پھر مظاہر کی شکل میں پیش کرنے کی کوشش کرنے لگتا ہے۔

۳۔ کتابیں، اساتذہ، والدین اور میڈیاء:

ان چاروں کا بہت کردار ہوتا ہے۔ لیکن ان کا کردار لذاتہ نہیں ہوتا ہے بلکہ لغیرہ ہوتا ہے۔ یعنی ان کے اثرات ثانوی حیثیت رکھتا ہے اس لیے کہ کتابیں، اساتذہ، والدین اور میڈیاء یا تو مذہبی آثرات کے تحت تیار کیا گیا ہوں یا پھر معاشرتی حالات سے متاثر ہوں۔ اس لیے یہ سارے یا تو مذہب کے تحت اجاتے ہیں یا پھر معاشرتی حالات کے تحت آجاتے ہیں۔

۴۔ جغرافی اور اب وہوا:

آب وہوا کے آثرات تو ایک مسلم حقیقت ہے۔ جس پر علامہ ابن خلدون نے بہت تفصیلی گفتگوں فرمائی ہے۔ گرمی، سردی، نمی اور خشکی کی وجہ سے خوراک، لباس اور مسکن سے لیکر اداب زندگی تک تبدیلیاں واقع ہو جاتی ہے۔[4]۔ مثلا: گوادر میں رہنے والا آدمی زیارت میں رہنے والے سے کافی مختلف

ہوتا ہے۔ گوار میں اکثر لوگوں کی خوراک مچھلی ہوتی ہے۔ گرمی کی وجہ سے لباس نرم ہوتا ہے۔ موسم ہی وجہ مکان اور رہائش گرمی کے مناسب سے ہوتی ہے۔اسی موسم کی وجہ سے ان رنگ کالے اور پتلے سے ہوتے ہیں، جبکہ زیارت میں سردی اور ٹھنڈ زیادہ ہونے کی وجہ ان کی خوراک دنبے کا گوشت ہوتی ہے، لباس اونی اور موٹے ہوتے ہیں، مکانات اکثر ایسے ہوتے جو سردی سے بچانے میں معاون ہوتے ہیں۔زیارت کے لوگ موٹے اور سرخ یا سفید اور گندمی رنگت کے حامل ہوتے ہیں۔

معاشی حالات:

معاشی مجبوریاں انسان کی دماغ کو متاثر کرتی ہے۔حالات سے مجبور ہو کر لوگوں کی سوچ متاثر ہو جاتی ہے، جس کی وجہ زندگی گزارنے کے طور طریقے بنا لیتے ہیں۔ معاشی حالت کی وجہ سوچنے کا زاویہ تبدیل ہو جاتا ہے۔ مجبور آدمی مزدوری کا سوچاتا ہے، جبکہ امیر آدمی کارخانے اور فیکٹری کا سوچتا ہے۔ایک غریب آدمی کو خوراک سے لے کر لباس اور مکان تک امیر سے مختلف دکھائی دیتا ہے۔

انسانی ثقافتی عوامل کے اثرات:

۱۔خوراک

۲۔لباس

۳۔مکان یا رہائش

۴۔زبان

۵۔انسانی رویئے

۶۔اقدار و اخلاق

مثلاً لباس کے بنانے کا طریقہ اور اس کے رنگ وغیرہ، مکانات کی تعمیر، خوراک کا چناؤ، زبان اور رہن سہن کے طریقے وغیرہ یہ تمام چیزیں علاقے کے موسم، آب وہوا اور معاشی اور معاشرتی مجبوریوں پر انحصار کرتی ہیں۔اس لیے اسلام یا اسلامی تہذیب تمام رواجی چیزوں پر پابندی نہیں لگاتی بلکہ جب تک

ان کا ٹکراؤ بنیادی عقائد سے نہیں ہوتا، اسلام ان کو اپنے اندر سما لیتا ہے اور جہاں جہاں ٹکراؤ ہو جاتا ہے وہاں وہاں اس کو منع کرتا ہے۔ اسی لیے اسلام عرف اور رواج کو بہت مقام اور اہمیت دیتا ہے۔

اسلامی ثقافت و تہذیب کے بنیادی عوامل:

توحید:

توحید کو مانتے ہی ایک انسان کا عالمی نقطہ نظر تبدیل ہو جاتا ہے۔ پھر وہ خالق کائنات کو اپنی ذات اور صفات کے اعتبار سے ایک ہی سمجھنے لگتا ہے اور ایک اللہ کی ذات کو عبادت کا مستحق سمجھتا ہے۔ جب عقیدہ ایسا ہو جاتا ہے تو ایک مسلمان فکر اور عمل میں باقی انسانوں سے الگ ہو جاتا ہے۔ پھر وہ کسی پتھر، درخت، ستارہ اور حیوانات کے سامنے سجدے ریز نہیں ہوتا ہے اور نہ وہ کسی انسان کو خدا کا بیٹا یا ہم سر سمجھتا ہے۔ نہ وہ کسی سے مدد مانگتا ہے۔ لہذا خیالات کی تبدیلی کے بعد تمام اعمال تبدیل ہو جاتے ہیں اور تبدیل ہو جانا چاہیے۔۔۔۔ جیسے خالد ابن ولید کے زہر پینے کا واقعہ اور اسود راعی کا واقعہ۔

رسالت:

رسول کو خدا کا محبوب بندہ اور فرستادہ پر یقین کے بعد ایک مسلمان کے لیے ان کے علاوہ کوئی دوسرا نمونہ قابل تقلید نہیں ہوا کرتا۔ اس عقیدہ یا فکر کے بعد ایک مسلمان کے اعمال، لباس، اور ہر نشیب و فراز دوسروں سے الگ ہو جاتا ہے۔

آخیرت:

آخیرت پر پختہ یقین کے بعد ایک مسلمان کے لیے دنیا آبدی زندگی نہیں رہتی اور ہر ہر قدم پر اپنے اپ کو مسئول سمجھتا ہے۔ اس عقیدہ کے بعد ایک مومن پر اللہ کے علاوہ کسی اور نگران کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ اس لیے وہ ہر عمل میں محتاط رہتا ہے۔

عبادات:

خیالات کی تبدیلی کے بعد ایک مسلمان کا ہر عمل ایک اللہ کے لئے ہوتا ہے اور زندگی کے ہر پہلوؤں میں (مثلا خاندانی، معاشرتی زندگی، معاشی زندگی، سیاسی زندگی اور مذہبی) اپنے خالق کے قوانین پر عمل پیرا ہوتا ہے [5]۔

ایک مسلمان کی معاشرت: ولادت سے بلوغ تک

بچہ کے پیدائش اور اس کے کان میں آذان اور اقامت اور چبائے ہوئے کھجور کی سنت، بچہ کا عقیقہ ۷ ویں یا بعد، بکرے کا ذبح کرنا یہ مستحب ہے، نہ کہ پھر انبیاء اصحابہ اور نیک لوگوں کے نام اچھے ہیں۔(مسلمان ناموں کے حوالے واجب و فرض اچھا نام جس میں عبد کا ذکر ہو، جیسے عبداللہ، عبدالاحد وغیرہ سے تعصب کا شکار نہیں بہت سے بنی اسرائیل کے انبیاء کے نام سے اپنے بچوں کو موسوم کرتے ہیں، جیسے موسیٰ، یوسف یعقوب، اسحاق وغیرہ۔) پاکی اور طہارت کی تلقین: نماز کی تلقین اسکی تعلیم، اور عملی مشق، معاشرتی آداب، نماز، زکوۃ، حج فرض ہو جاتے ہیں اور قوانینِ سزالاگو ہونا شروع ہوتا ہے۔ نکاح مسنون بہت سادہ یعنی دو گواہ ضروری ہے تاکہ مرد مہر ادا کرے اور نان ونفقہ کو اپنے اوپر لازم کرے عورت کی عزت کا ضمانت لے کسی قدر تشہیر اور اعلان کرنا چاہیے۔ بہت سے قریبی صحابہ کرام کے شادی کے پروگراموں میں حضور کی شرکت کو ضروری نہیں سمجھا گیا بعد میں علم ہوا تو مسرت کا اظہار فرمایا۔

نکاح خوانی کی رسم: وکیل، دو گواہ اور مختصر خطبہ نکاح۔ ازدواجی زندگی ایک عبادت ہے آپؐ نے فرمایا ہے کہ اپ میں سے سب سے بہترین وہ ہے جو اپنے اہل کے لیے بہترین ہو۔ اسی طرح معاشرتی زندگی میں بہترین آدابِ زندگی، مریض کی عیادت، امر المعروف، نہی عن المنکر، نیکی میں تعاون اور برائی میں عدم تعاون، غریبوں کا امداد، صلہ رحمی اور دنیا میں رہتے ہوئے اخیرت کو بنانا اور خاتمہ علی الایمان کی فکر کرنا۔۔۔ وغیرہ اور تجہیز و تکفین میں سنت کا خیال رکھنا اور نماز جنازہ پڑھ کر پھر قبر میں رکھتے ہوئے یہ دعاء پڑھنا: منہا خلقنا کم وفیہا نعید کم ومنہا نخرجکم تارۃ اخریٰ۔ جیسا کہ شاعر کہتا ہے: آتے ہوئے آذان ہوئی جاتے ہوئے نماز بس اتنی ہی دیر کے لیے اور چلے گیے۔

اسلامی معاشرے میں پیشے کی حیثیت:

اسلامی معاشرے میں پیشے نہ مستقل ہیں اور حقیر کئی علماء کے ساتھ حلاق، قصاب، خیاط، صواف، زیات وغیرہ کے القاب لگائے گئے ہیں۔

فنون لطیفہ کے بارے:

فنون کے بارے میں اسلام کا رویہ محتاط ہے یعنی رقاصی، جاندار کی تصاویر، مجسمے بنانا اور بت تراشی کو اسلامی ثقافت درست نگاہ سے نہیں دیکھتا ہے جبکہ بعض جائز بھی ہیں جیسے ترنم و نغمہ سے خاص قیود کے ساتھ اعتدال سے حظ اُٹھانا۔ اور مذہب جائز تغیر کو قبول کرتا ہے نامناسب تغیر کو قبول نہیں کرتا۔

اس لیے مذہب زندگی کا نگران رہتا ہے۔ عرف اور رواج میں جو بنیادی عقائد سے متعارض ہوں اس چیز کو جاری نہیں رکھتا ہے اور عرف کو بہت مقام دیتا ہے۔

مثلاً: غم کے موقع پر نوحہ کرنا، ایام حج میں ستر ظاہر کرنا، جسم گودنا، غیروں کو زینت دیکھانا، غلاموں کے ساتھ برتاوں، غذاوں کو حرام یا حلال کی اصلاح، برہنہ طواف کرنا، بت پرستی، تصویر کشی اور شاعری کی اصلاح وہ غیرہ۔[6]

اسلامی ثقافت و تہذیب کے اثرات:

ان عوامل کے بعد جو ثقافت اور تہذیب وجود میں آتی ہیں وہ مندرجہ ذیل اقدار اور خصوصیات کی حامل ہوتی ہیں:

اسلامی تہذیب کی چند اہم خصوصیات درج ذیل ہیں:

۱۔ توحید پر مبنی فکری نظام:

اسلامی تہذیب کی بنیاد اللہ کی وحدانیت پر ہے، جو زندگی کے ہر پہلو کو منظم کرتی ہے۔

۲۔ عدل و انصاف:

ہر انسان کے ساتھ مساوی سلوک، عدل کا قیام، اور ظلم کی ممانعت اسلامی تہذیب کا نمایاں پہلو ہے۔

۳۔ اخلاقی اقدار:

سچائی، دیانت، صبر، عفو و درگزر، حیا اور خیر خواہی جیسے اعلیٰ اخلاقی اصول اس تہذیب کا حصہ ہیں۔

۴۔ علم و حکمت کی اہمیت:

اسلامی تہذیب میں علم کو عبادت کا درجہ حاصل ہے، اور "اقْرَأْ" سے آغاز ہوا۔

۵۔ عالمگیر اور آفاقی پیغام:

اسلامی تہذیب کسی خاص نسل یا قوم تک محدود نہیں، بلکہ پوری انسانیت کے لیے ہے۔

۶۔انسانی برابری:

نسلی، لسانی یا طبقاتی امتیاز کے بجائے تقویٰ کو معیار قرار دیا گیا ہے۔

۷۔روحانیت اور مادیت میں توازن:

اسلام نہ صرف روحانی زندگی کو اہمیت دیتا ہے بلکہ دنیاوی فلاح کو بھی لازم سمجھتا ہے۔

۸۔خاندانی نظام :

خاندان کو سماج کی بنیاد قرار دیا، والدین، اولاد، اور رشتہ داروں کے حقوق متعین کیے۔

۹۔امن و سلامتی:

اسلام کا مطلب ہی سلامتی ہے، اور اسلامی تہذیب کا پیغام امن و بھائی چارہ ہے۔

۱۰۔اعتدال:

اسلام نے میانہ روی کو پسند کیا ہے۔اور کسی بھی کام چاہے عبادت ہی کیوں نہ ہو، اس میں غلو اور مکمل وقت دینے سے منع فرمایا ہے۔

۱۱۔کشادہ ظرفی:

اسلام برداشت اور حلم کا درس دیتا ہے۔اس دنیا میں مسلمانوں کے علاوہ بھی بہت سارے مذاہب والے رہتے ہیں۔ان سب کو دنیا میں رہنے کا حق اور زندگی گزارنے کا حق حاصل ہے۔مختلف اور مخالف نظریات کے لوگوں کو برداشت کرنا ضروری ہے۔

۱۲۔ خود غرضی سے دوری:

اسلام ایثار اور قربانی کا درس دیتا ہے۔ اس لیے دوسروں کا بھلائی کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ قرآن کریم میں آتا ہے کہ مسلمان اور خاص صحابہ کرام ایک دورسرے پر اپنی جان کو بھی قربان کر دیتے تھے۔ ویوثرون علی انفسہم ولو کان بہم خصاصہ۔

۱۳۔ عفت و پاکدامنی:

اسلام میں ایک اعلیٰ اخلاقی وصف ہے، جس کا مطلب ہے یہ ہے کہ ایک انسان اپنی نفس کو فحاشی، زنا، بے حیائی، اور ناجائز جنسی تعلقات سے محفوظ رکھے، اور حیاو تقویٰ کے ساتھ زندگی گزارے۔ قرآن میں مختلف مقامات پر اس کی تاکید آئی ہے:

"وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ "(سورۃ المؤمنون: ۵)

"ترجمہ: "اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔

"وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَىٰ ۖ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً ۖ وَسَاءَ سَبِيلًا" (سورۃ الاسراء: ۳۲)

"ترجمہ: "اور زنا کے قریب بھی مت جاؤ، بے شک وہ بے حیائی ہے اور بہت ہی برا راستہ ہے۔

احادیث میں بھی اس کا بہت زیادہ ذکر موجود ہے۔

پاکدامنی کو مختلف قسموں بھی تقسیم کی جاسکتی ہے:

جسمانی پاکدامنی: زنا اور فحاشی سے بچنا

نظری پاکدامنی: بد نگاہی سے بچنا

لسانی پاکدامنی: فحش گفتگو سے پرہیز

دل کی پاکدامنی: برے خیالات سے اجتناب

۱۴۔ عہد کی پابندی:

حدیث میں آتا ہے کہ اس آدمی کا کوئی دین نہیں ہے، جو عہد کی پابندی نہیں کرتا ہے۔

۱۵۔ تعاون:

قرآں میں ہے: کہ نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے کا تعاون کریں اور برائی کے کام ایک دوسرے کا تعاون نہ کریں۔

۱۶۔ عقل کے استعمال کی ترغیب:

رب کائنات نے انسان کو پیدائشی طور پر ایک عظیم اور نادر قوت اور صلاحیت سے نوازا ہے، جس کو عقل کہا جاتا ہے۔ اسی قوت کی وجہ سے اللہ تعالی نے انسان کو مکلف، ذمہ دار مسئول بنایا ہے۔ اسی قوت کی وجہ انسان تمام حیوانات سے ممتاز بھی ہو جاتا ہے اور اشرف بھی بن جاتا ہے۔ انسان اس فطری استعداد کو استعمال کرتا ہے اور اس کے ذریعے علم حاصل کرتا ہے۔ امام غزالی اور دیگر علماء نے فہم دین کے لیے عقل کو لازمی قرار دیا ہے۔ عقل فیصلہ سازی، تجزیہ، اور استدلال میں بنیادی کردار ادا کرتی ہے۔ عقل عربی لفظ ہے جس کا مطلب ہے "روکنے والی قوت"۔ شرعی اصطلاح میں یہ وہ قوت ہے جو انسان کو صحیح اور غلط میں فرق سکھاتی ہے۔

اسلام ایک ایسا دین ہے جو انسان کو شعور، فہم، غور و فکر، اور تحقیق کی دعوت دیتا ہے۔ قرآن مجید میں بار ہا عقل استعمال کرنے اور فکر و تدبر کرنے پر زور دیا گیا ہے۔ یہ دین اندھی تقلید نہیں، بلکہ شعوری اطاعت کا مطالبہ کرتا ہے۔ قرآن کریم عقل کو ہدایت کے قبول کرنے کی بنیادی شرط قرار دیتا ہے۔

: سورۃ البقرہ (آیت ۴۴) -

"کیا تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہو؟ حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو، کیا تم عقل نہیں رکھتے؟"

: سورۃ البقرہ (آیت ۱۷۰) -

جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ نے جو نازل کیا ہے اس کی پیروی کرو، تو وہ کہتے ہیں کہ ہم تو اس کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا۔ کیا" "اگر ان کے باپ دادا نہ کچھ سمجھ رکھتے ہوں نہ ہدایت پر ہوں؟

عقل کا معنی کیاہے ؟العقل لانہ یعقلہ ویحجزہ عمالا ینبغی۔العقل ہوالمنع۔ عقل کے لیے قرآن میں الالباب کا لفظ بھی استعمال کیا گیاہے۔ جس کا معنی ہے، مغز جو قشر کے اندر ہو،اولی الالباب کا لفظ سولہ مرتبہ قرآن میں ایاہے۔ عقل کے لیے النھی کا لفظ بھی استعمال ہواہے۔ یہ لفظ دو مرتبہ قرآن میں ایاہے۔ اولی النھی یہ جمع ہے نھیۃ کا،لانہ ینھی صاحبہ عمالا یلیق باالانسان ان یفعلہ۔ عقل کے لیے حجر کا لفظ بھی استعمال ہواہے وہ ایک مرتبہ قرآن میں ایاہے جس کا معنی ہے منع کرنا۔ منع عماتدع نفسہٗ عقل کے لیے فواد اور قلب کا لفظ بھی استعماہواہے۔

۱۷۔امید کا حوصلہ:

اسلام نے ناامیدی کو حرام قرار دیاہے۔اس لیے اللہ تعالی کے اوپر اچھا گمان رکھنا فرض ہے۔انسان جو گمان رکھتاہے،اس کے ساتھ اسی طرح کا واقعہ ہو جاتاہے۔اس لیے اللہ تعالی پر انسان کا جو گمان ہوتاہے۔اللہ اسی طرح نوازتاہے۔

۱۸۔رحم دلی:

اسلام نے ترس کھانے کی ترغیب دی ہے۔حیوانات پر بھی رحم کھانے کا کہا گیاہے۔

اور ہر وقت اللہ کی یاد جسکو صبغۃاللہ بھی کہاجاتاہے مثلا: ہر مسلمان کی زبان پر السلام علیکم،بسم اللہ،الحمدللہ، سبحان اللہ،اللہ اکبر،ماشاءاللہ، یرحمک اللہ،ان شاءاللہ اور ہر مقام پر مسنونہ دعائیں۔۔۔۔۔وغیرہ۔[7]

اسلامی شعار: نماز (اقیموا الصلوٰۃ ولا تکونوا من المشرکین) آذان، پاکی، مسجد میں مسلمانوں کا معمول اور طریقہ، صف بندی،امام ومقتدی کی جماعت، مساجد اور معاشرے میں انکی مرکزیت (ان المساجد للہ فلاتدعوا مع اللہ احدا) جمعہ کی نماز (یاایھاالذین آمنوا۔۔۔۔۔۔۔۔ذالکم خیر لکم ان کنتم تعلمون)

مغربی تہذیب کی خوبیاں بھی ہوتی ہیں، مثلا: سادگی،مساوات انسانی،عدل وانصاف،دیانت دار تجارت میں،اجتماعی شعور کی بیداری، محنت وجفاکشی، صفائی کا خیال،سیاسی بیداری اور اپنے حقوق کی پہچان ان کی خوبیان شمار کی جاتی ہے۔[8]

ہماری نظر میں مغربی تہذیب کی خامیاں بھی ہوتی ہیں، مثلا: دین ودنیا الگ الگ، آخیرت کی بے فکری، عیش وعشرت مقصد حیات،اختلاط مرد وزن، جنسی ملاپ کی آزاد، خاندانی نظام کی تباہی، جیسی باتیں خامیوں میں آتی ہیں۔[9]

انسانی اور اسلامی ثقافت اور تہذیب کو ترقی دینے والے عوامل:

چونکہ تہذیب دراصل انسانوں کا اپنے لئے بنائے گئے بہترین اعمال کی تراش و خراش کا نام ہے اور مسلسل انسانی محنت کے بعد اپنا وجود قائم کرتی ہے، ہر تہذیب کے پیچھے انسانی عمل اور محنت کا کردار نمایاں رہا ہے۔ اس لیے تہذیبی ترقی کے لیے ذہانت، تخلیقی افکار، علم اور انسانی ضرورت کا ہونا لازمی ہے۔

تخلیقی افکار، مثلاً: ادیب، دانشور، شعراء، افسانہ نگار، کھیل اور دیگر سرگرمیاں، وغیرہ، تعلیم: جو دلیل اور عقل کی بنیاد پر مسائل کا حل تلاش کرتا ہے اور ایجادات، نظم وضبط اور سیاسی شعور و قوانین، اصول وضوابط، زبان اور تحریر

فنون لطیفہ۔ شاعری اور موسیقی، فن مجسمہ سازی، فن معماری وسنگ تراشی اور مصوری، علمی درسگاہیں، اور انسانی ضروریات کا نتیجہ ہے۔[10]

خلاصہ:

ثقافت کے لغوی معنی خردمندی، جبکہ تہذیب کے لغوی معنی تربیت اور اصلاح کرنے کا ہے۔ اصطلاحی اعتبار سے محقق کی ذہنی کاوش کے مطابق، کسی بھی مخصوص خطے کے لوگوں کی ابتدائی ذہنی اور خارجی حالت کو ثقافت کہا جاتا ہے، جبکہ ابتدائی ذہنی اور خارجی حالت میں اصلاح کرتے ہوئے تبدیلی کو تہذیب کا نام دیا جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ ابتدائی ذہنی نشو نما اور اس کی عملی شکل تو کسی علاقے میں رہنے والوں کا اپنا ہی ہوتا ہے، جو وہاں کے آب وہوا، جغرافیائی عوامل، مذہب اور معاشرتی اقدار کی بناء پر بنا ہوا ہوتا ہے۔ وقتاً فوقتاً اس ابتدائی ذہنی خیالات اور عملی تصویر میں علم، ذہانت اور تخلیقی صلاحیتوں کی بناء پر تبدیلیاں واقع ہوتی رہتی ہے۔ اس تبدیلی کے میلان سے تہذیب کی ابتدا بھی ہوتی ہے اور اس طرح ایک تہذیب ترقی شروع ہوتی ہے، یہاں تک کہ ایک تہذیب جب اپنی انتہاء کو پہنچتی ہے، اس وقت تک وہ اپنی طور پر ترقی یافتہ شکل میں ہوتی ہے۔ اسی کو تہذیب یافتہ حالت کہی جاتی ہے۔ اس آخری حالت سے پہلے جو ذہنی اور خارجی شکل تھی، اس کو ثقافت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

محقق کا ضیال ہے کہ ثقافت اور تہذیب کو ایک دوسرے سے الگ نہیں کیا جا سکتا ہے، بلکہ یہ ایک سکے کے دورخ ہو سکتے ہیں۔ اس لیے کہ سوچ کی بنیاد پر عمل وجود میں آتا ہے اور جتنی سوچ باترتیب ہوتی ہے، اتنی ہی عمل بہترین ہوتا ہے۔ سوچ کے بنانے میں آب وہوا، جغرافیائی تقاضے، مذہب، معاشرتی روایات، معاشی مجبوریاں اور انسانی زندگی کے تجربات کارفرما ہوتے ہیں۔ اسی سوچ کی بناء پر عمل وجود میں آتا ہے، جس کو ظاہری حالت کہا جاتا ہے۔ جس طرح زمین میں تخم کے نتیجے میں فصل وجود مین آتی ہے، اسی طرح دماغ سوچ ہوتی ہے، جس کی وجہ سے عمل وجود میں آجاتا ہے۔

لہذا بنیادی انسانی ذہنی اور خارجی حالت میں زیادہ تر کردار قدرتی عوامل کا ہوتا ہے، مثلاً: آب و ہوا جغرافیائی پیداوار اور تقاضے، کسی بھی انسان کی خوراک کی مواد، طرز لباس کی تعین، تمدن اور طرز رہائش، زبان اور لہجہ اور انسانی رویوں کا فیصلہ کر لیتا ہے۔ مزید ان میں اصلاح، بہتری اور ترقی لانے کے لیے ذہانت، علم اور انسانی ضروریات جیسے اوصاف کارفرما ہوتے ہیں۔ اس طرح مذہبی علوم بھی انسان کی سوچ میں بہتری لانے کا ایک اہم ذریعہ ہوتا ہے، اس لیے اس کی وجہ سے بھی انسان کی ایک حالت دوسری حالت میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ مذہب انسانی اقدار اور خیالات پر اثرانداز ہوتا ہے۔ تاہم مذہب انسان کی ہر چیز کی تبدیلی نہیں کرتا، بلکہ جہاں جہاں اصلاح کی ضرورت ہوتی ہے، وہاں وہاں اصلاحی تدابیر پیش کی جاتی ہے۔ اس لیے عرب میں اسلام کے آنے کے بعد اس سوچ اور عمل پر پابندیاں عائد کی گئی، جو مضر صحت اور مضر معاشرہ تھیں اور جو مضر نہیں تھیں، ان اعمال کو عرف صحیح کے طور پر برقرار رکھی گئی۔

جہاں تک اسلامی تہذیب اور مغربی تہذیب کی تفریق پر بات ہے وہ ابھی تک تشنہ تحقیق ہے۔ مختصر یہ ہے کہ مغربی تہذیب کی بنیاد عقل پر ہے، جس کے نتیجے میں وہ مادہ پرست اور نفس پرست بنے ہوئے ہیں۔ اس لیے ان کے ہاں روحانی طریقہ اور آخرت سے بے فکری پائی جاتی ہے۔ ان کے ہاں اچھائی اور برائی نسبتی اور عقلی ہے۔ البتہ ان کے ہاں اجتماعی شعور کی بیداری اور انسانی بنیادی اقدار کا وجود پایا جاتا ہے۔ اس لیے ایک مغربی تہذیب یافتہ عقلی بیدار سے کام لیتے ہوئے آزادانہ زندگی گزارتا ہے۔

اسلامی تہذیب کی بنیاد وحی پر ہے، اس لیے یہاں عقل سے زیادہ وحی کو ترجیح دی جاتی ہے۔ نظریاتی طور پر مادہ پرستی اور نفس پرستی سے دور رہتے ہیں۔ اچھائی اور برائی مستقل ہوتے ہیں، جس کا فیصلہ وحی کر چکی ہے۔ اس لیے یہاں کوئی بھی انسان آخرت پر یقین کرتے ہوئے اپنے کو مسئول سمجھتا ہے۔ اس لیے آخرت کو سامنے رکھ کر کوئی بھی عمل کرتا ہے۔ موت پر یقین کرتے ہوئے دنیاوی زندگی کو عرضی خیال کیا جاتا ہے۔ اس لیے ایک مسلم تہذیب سے مہذب آدمی بہت محتاط زندگی گزارتا ہے۔

حوالہ جات:

---

[1] ابن منظور الافریقی، محمد بن مکرم (۱۳۰۰ھ)، لسان العرب، دار صادر، بیروت

[2] الزبیدی، محمد بن محمد بن عبدالرزاق المرتضی الزبیدی (۱۳۹۳)، تاج العروس من جواھر القاموس، المجلس الوطنی للثقافہ والفنون والاداب، الکویت

[3] Oatey -SpencerWhat is culture? A Compilation of Quotations by Helen

[4] اسلامی تہذیب اور اس کے اصول و مبادی، سید ابوالاعلی مودودی۔

[5] اسلام تہذیب و ثقافت۔ سید ابوالحسن علی ندوی۔

[6] اسلام تہذیب و ثقافت۔ سید ابوالحسن علی ندوی۔

[7] اسلامی ثقافت اور دور جدید۔ مترجم تورا کینہ قاضی

[8] معاصر تہذیبی کشمش اور فکر اقبال۔

[9] اسلام اور ہماری زندگی، مفتی محمد تقی عثمانی۔

[10] انتظار حسین کے افسانوں اور ناول میں تاریخی و تہذیبی شعور، ڈ۔ غلام فرید،

کتابیات:

۱۔ تہذیبوں کے عروج وزوال کا فلسفیانہ جائزہ: ابن خلدون، مقدمہ، مترجم: سید عبداللہ، ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور

۲۔ تہذیبوں کا تصادم: سیموئل ہنٹنگٹن: مترجم، ڈاکٹر رشید احمد Huntington, S., "Clash of Civilizations

، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد۔

۳۔ اسلامی تہذیب و ثقافت: ڈاکٹر حمیداللہ ادارہ معارف اسلامی، لاہور۔

۴۔ کیا ہے: ثقافت کی فکری و سماجی تشکیل ، پروفیسر احمد رفیق اختر

۵۔ العقل والعلم فی القرآن، علامہ یوسف القرضاوی۔

English books:

i. Williams, R. (1958). Culture and Society 1780–1950. London: Chatto & Windus.
ii. Elias, N. (2000). The Civilizing Process. Blackwell Publishing.
iii. "Culture: A Critical Review of Concepts and Definitions"
iv. A.L. Kroeber & Clyde Kluckhohn